Taṣdīq
Vol 6 No 2, 2024

Article

Western Media in Views of Edward Said

مغربی ذرائع ابلاغ ایڈورڈ سعید کی نظر میں

[1]Arifa, [2]Dr. Sadaf Naqvi
[1]PhD Scholar, [2]Chairperson/Assistant Professor Urdu Department, Government College Women University Faisalabad
Correspondence: hod.urdu@gcwuf.edu.pk

[1]عارفہ، [2]ڈاکٹر صدف نقوی

[1]پی۔ایچ۔ڈی سکالر، [2]صدرِ شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج ویمن یونیورسٹی فیصل آباد

ABSTRACT

Edward Said's book" Covering Islam "is not just a book but a reality-based document that delves into the exaggerated portrayals, unchanging attitudes, and deep-seated hostility towards Muslims and Islam, aspects that are often overlooked in civilized societies. In the Western world, Islam is synonymous with hijacking and terrorism. This is why a country like Iran has become an open threat to Western nations. According to Edward Said, the relationships between the Islamic world, the Arabs, the East, and the West, particularly France, Britain, and America, form the basis of the book. In Orientalism, the book discusses Napoleon's invasion of Egypt, the stages of colonialism, and the emergence of modern Oriental studies in Europe, which began in the 19th century. This important book, Covering Islam, also covers the period after World War II, when British and French powers declined and America emerged as a global force. The book narrates the story of the fusion of knowledge and power in Orientalism. Furthermore, it addresses the issue of Palestine, exploring the Western perspective on the Zionist movement that led to the creation of Israel and the national struggle of the Palestinian Arabs for self-determination. The central theme of Covering Islam is the contemporary world, in which the behavior of the United States is analyzed.

KEYWORDS: Edward Said, Europe, Revolution of Iran, Western Media, Palestinian Arabs

eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

DOI:https://doi.org/10.56276/fq7ghg51

Received:01-12-2024
Accepted:24-12-2024
Online:31-12-2024

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license.

Copyright: © 2024 by the authors.

معاشرے کی اصلاح و تجدید میں ذرائع ابلاغ کی ضرورت و اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ نا صرف اپنی اہمیت میں بے مثل ہے۔ بلکہ دوسرے تمام شعبہ ہائے جات پر اثر انداز ہو کر حقائق کی صورت گری میں معاون ثابت ہوتے ہیں ضرورت

اس امر کی ہے کہ اس کی اخلاقی و معیاری حدود و قیود کا تعین کر لیا جائے۔ تا کہ منفی اثرات کو کم کیا جا سکے۔

بیسویں صدی اپنی ہنگامہ خیزی کی بدولت ادب سے سائنس تک، دستکاریوں سے مشینوں تک، زمین سے خلا تک، ایٹم کی دریافت سے ایٹی بم کے اثرات تک تبدیلی کا محرک ثابت ہوئی۔ دنیا بھر میں علوم و فنون کی نئی پہچان کے ساتھ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے آگاہی اور سوچ بچار کے نئے در وا ہوئے۔ پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا مغرب میں بہت پہلے اپنے قدم جما چکا تھا۔ مگر اس کے اثرات مشرق میں بھی پہنچنا شروع ہو چکے تھے۔ رسائل، جرائد ڈائجسٹ اخبار، اشتہارات، سائن بورڈز، ٹی وی کیبل، نیٹ ورک، انٹرنیٹ، ٹیلی فون، موبائل فونز وغیرہ وہ ذرائع آلات بن کر ابھرے جنھیں آج کے دور میں کسی ملک، سلطنت یا حکومت کا اہم ستون قرار دیا جاتا ہے۔

حکومتوں کے بننے سے بگڑنے تک میڈیا ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بین الاقوامی طور پر اس وقت پورے میڈیا پر مغرب کا تسلط اور اس کے کارندوں کی اجارہ داری نظر آتی ہے۔ انسانیت کی پامالی، بے حمیّتی، پروپیگنڈا منفیت اور رائے عامہ کو اپنے نظریات کے مطابق ڈھالنے کی روش عام ہے۔ اس کا شاخسانہ ہے۔ کہ آئے روز مغربی میڈیا اسلام کے خلاف کسی نہ کسی پیرائے میں طعنہ زنی اسلامی اقدار کی تضحیک، اور اشاروں کنایوں میں پھبتی کسنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ ارباب اختیار اور خفیہ ادارے ان کے سامنے بے بس ہیں۔ یہ طرزِ عمل جو صلیبی جنگوں کے عہد سے لے کر دورِ حاضر تک جاری ہے۔ مغربی دنیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے خبثِ باطن کا اظہار کرتی چلی آ رہی ہے۔

> "مغرب اسلام سے خوف زدہ ہے جس کے لیے اس نے Islamo Phobia کی اصطلاح گھڑی ہے جو اس وقت پورے یورپ کے سر پر بھوت بن کر سوار ہے۔ اس مصنوعی خوف نے یورپ میں بالخصوص اور باقی دنیا میں بالعموم، اسلام کے منفی پہلو اور تنفر کو اجاگر کیا ہے۔ اسلام کے خلاف تنفر کو پھیلانے میں مغربی میڈیا نے فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔"(۱)

ایڈورڈ سعید نا صرف ہمہ گیر شخصیت کے مالک، قوتِ ارادی سے مالا مال، بڑے ادیب، نظریہ ساز، میدانِ سیاست کے شہسوار تھے بلکہ مسلمانوں کی عاقلانہ اور مہذب آواز بھی تھے۔ ایڈورڈ سعید کی بصیرت افروز کتاب Covering Islam اسی سلسلے کی اہم تصنیف ہے جس کا اردو ترجمہ "اسلام اور مغربی ذرائع ابلاغ" کے نام سے ظہیر جاوید نے کیا ہے۔ ایڈورڈ سعید نے اس کتاب Covering Islam میں اپنی نگاہِ باریک بیں سے قرنوں پر محیط مشرق و مغرب کے تعلقات کو تاریخ کے آئینے میں دیکھا ہے اور بتایا ہے کہ معلومات کی اہم شاخ یعنی ذرائع ابلاغ مغرب کے سامراجی توسیع پسندی کا ایک اہم آلہ ہے۔ ان کے خیال میں مغرب میں مشرق پر غلبہ پانے کے لیے علوم کی ایجادات ہوئیں جن میں ذرائع ابلاغ بھی ایک اہم رکن ہے۔ بقول علامہ اقبال

یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت
پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات (۲)

ایڈورڈ سعید نے مغرب اور اسلام کے درمیان جس کشاکش کا عرق ریزی سے مطالعہ کیا، صیہونی اور صلیبی طاقتوں کی چال بازی کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ اسے اپنی تصانیف میں رقم کر دیا۔ ایڈورڈ سعید نے جس کوشش کا آغاز Orientalism (۱۹۷۸ء) سے کیا اس سلسلے کی دوسری کتاب The Question of Palestine اور تیسری کتاب Covering Islam (۱۹۸۱ء) ہے۔ اورینٹل ازم میں علوم اور طاقت کے ادغام کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ جبکہ The Question of Palestine میں فلسطین کا مسئلہ اسرائیل کا روپ دھار لینے والی صہیونی تحریک فلسطین کے مسلمان عرب باشندوں، ان کے حق خود ارادیت کی قومی جدوجہد کے متعلق مغرب کے نکتہ نظر کو بیان کیا گیا ہے۔ Covering Islam کا بنیادی موضوع "ہم عصر دنیا" ہے جس میں امریکی طرزِ عمل کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

"متنازعہ کتاب کورنگِ اسلام (۱۹۸۱ء) میں انھوں نے جانچ پڑتال تحقیق اور فکری فطانت کے بعد یہ بتایا ہے کہ کس طرح مغربی ذرائع ابلاغ نے مشرقِ سطیٰ کے بارے میں مغربی تناظر کی طرف داری کی ہے۔" (۳)

ایڈورڈ سعید کی کتاب Covering Islam ابتدائی تعارف کے علاوہ تین حصوں پر مشتمل ہے۔ ان تین حصّوں کو پہلے دو حصوں کے تین تین ذیلی عنوانات اور تیسرے حصّے کو دو ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تین تعارف ای۔ ڈبلیو ایس نے تحریر کئے۔ جن میں ایک تعارف کتاب کی پہلی اشاعت ۱۹۸۰ء، دوسرا دوسری اشاعت میں مزید اضافے کے ساتھ ۱۹۸۱ء اور تیسرا وینٹج ایڈیشن کے نام سے ۱۹۹۶ء میں لکھا گیا۔

ایڈورڈ سعید کی کتاب Covering Islam محض ایک کتاب نہیں بلکہ حقیقت افروز دستاویز ہے۔ جو مسلمانوں اور اسلام کے خلاف مغربی مبالغہ آرائی، نہ تبدیل ہونے والی سوچ اور گہری دشمنی کے ان پہلوؤں تک رسائی دیتی ہے۔ جو متمدن معاشروں میں، بیچ سمجھے جاتے ہیں۔ مغربی دنیا کے نزدیک اسلام "ہائی جیکنگ اور دہشت گردی" کا دوسرا نام ہے۔ اسی سبب ایران جیسا مسلم ملک مغربی ممالک کے لیے کھلا خطرہ بن چکا ہے۔ ایڈورڈ سعید کے نزدیک عالمِ اسلام، عربوں اور مشرق اور دوسری طرف فرانس، برطانیہ اور امریکہ کو رکھ کر ان کے مابین تعلقات کا جائزہ دراصل اس کتاب کا محرک بنا، اورینٹل ازم میں مصر پر نپولین کے حملے، نو آبادیات کے مراحل کا ذکر یورپ میں شرق شناسی کی جدید عملی تحقیق جس کا آغاز انیسویں صدی میں ہو چکا تھا، بتایا گیا۔ اس سلسلے کی اس اہم کتاب Covering Islam میں دوسری جنگ عظیم کے بعد کی بات آتی ہے۔ برطانوی اور

فرانسیسی اقتدار کے خاتمے اور امریکہ کے ابھرنے کی داستان آجاتی ہے۔

ستر کے عشرے کے بعد مغرب کے طرزِ عمل میں نفرت در آنے کی بے شمار وجوہات ہیں۔ سٹوارٹ آئزن سٹاٹ جو داخلہ پالیسی کے مشیر تھے صدر کارٹر کو مشورہ دیتے ہیں۔

"ہمیں سخت اقدامات کے ذریعے قوم کو حقیقی بحران کے لیے تیار کرنا اور اوپیک کے رکن ممالک کو واضح طور پر دشمن قرار دینا چاہیے۔"(۴)

۱۹۷۰ء کی دہائی میں تیل کی قیمت میں اضافہ ہوا تو یورپ کانپ اٹھا کہ اسلامی دنیا پھر اپنی سابقہ فتوحات کو دہرانے کے قریب آن پہنچی ہے گویا تیل کی سپلائی کم ہونا، عربوں کو خاص بنا گیا۔ امریکیوں کی نظر خلیج فارس کے تیل کے ذخائر اوپیک پر مذکور ہونا شروع ہو گئی۔ ایران کے انقلاب کے بعد یرغمالیوں کا بحران آیا۔ جس نے مغرب کی نگاہ کو آئینہ دکھا کر سوچنے پر مجبور کر دیا۔ "اسلام پھر، بھرنے لگا ہے۔" اسلامی دنیا میں پر تشدد قوم پرستی نے سر اٹھایا بڑی طاقتوں کے درمیان محاذ آرائی بھی قوم پرستی کے ساتھ جڑ گئی (پر تشدد قوم پرستی کی مثال، ایران، عراق جنگ جبکہ بڑی طاقتوں کے ساتھ محاذ آرائی افغانستان میں سوویت یونین کی مداخلت اور امریکہ کی طرف سے فوجی دستوں کی تیاری سے ملتی ہے۔ جنھیں تیزی سے خلیج کے علاقے میں پہچانا ایک بڑا چیلنج تھا۔

ایڈورڈ سعید کی اپنی کتاب Covering Islam "اسلام" کو مغرب کی نظر میں خاص صدمہ پہچانے والی ذو معنی اصطلاح کے طور پر پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ اس مغربی تاثر کے پلنے اور پھلنے پھولنے کی وجوہات اور پس پردہ عناصر کی گمراہ کن سوچ کو پیش کیا گیا ہے۔ بتاتے ہیں امریکی میڈیا خاص طور پر اپنی نشریات میں اسلام کو شامل کر چکا ہے۔ اپنے انداز کے مطابق اس کی تشریح کرتا ہے تجزیہ اور وصف طے شدہ منظر نامے کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں۔ امریکی میڈیا نے اسلام کو معروف کر دیا ہے۔ جغرافیائی سیاست کے ماہرین اسلام سے متعلق گمراہی عام کرتے ہیں۔ اکثر خبریں سننے والے ان تجزیوں اور تبصروں کے بعد یہ سمجھتے ہیں کہ ان کو اسلام سمجھ آ گیا ہے۔ دراصل یہ سب مل کر اسلام کے خلاف گمراہی عام کرنے میں معاون بنتے ہیں۔ میڈیا کے ذریعے دکھائی گئی تصویروں کا اصل حقائق سے تعلق نہیں ہوتا۔ گروہی، ثقافتی اور نسلی منافرت کو ہوا دی جاتی ہے۔ اسلام کو پیش کرنے کے لیے بڑی لاپرواہی سے جو مقولے تیار کر لیے گئے ہیں۔ انھیں بار بار استعمال کر کے فرض کر لیا جاتا ہے۔ اس کے ماننے والے جارح ہیں ان کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیے جس کا ایک جارح مستحق ہے۔ وہ مغربی زندگی کے انداز اطوار کے لیے کھلا خطرہ ہے۔ اس کا تصور عمارتوں کو دھماکے سے اُڑ کر زمین بوس کر دیتا ہے۔ تجارتی ہوائی جہازوں کو سبوتاژ کر دیتا ہے اور پانی کی سپلائی لائنوں کو زہر آلود کر دیتا ہے۔ گالیاں دینا، دھمکیاں دینا، اس پر پابندی لگانا، انھیں ایک دوسرے سے الگ تھلگ کرنا اور بسا اوقات ان پر ہوائی حملے کرنا نہایت مناسب سلوک ہے کہ جس اسلام کی بات کی جا رہی ہے۔ وہ حقیقی اور پائیدار چیز ہے۔ اور

وہاں پائی جاتی ہے۔ جہاں مغرب کو تیل سپلائی کرنے کے ذخائر موجود ہیں۔ میمونہ فاروق لکھتی ہیں:

"اسلام ایک پُرامن مذہب ہے اور ایڈورڈ سعید اس کے نظریات کے حامی ہیں۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ مغرب نے مشرق کو ہرگز قبول نہیں کیا۔ کیوں کہ اگر وہ ایسا کرتے تو مشرق کو غلام کس طرح بناتے، مغرب نے مشرق کے رہن سہن، کلچر اور لوگوں کے بارے میں مشرق کو کمتر درجہ دیا ہے۔ سعید نے اسلام کو غلط روشنی میں پیش کرنے کے خلاف پورے خلوص سے جدوجہد کی وہیں انھوں نے عرب اور دیگر اسلامی ممالک میں غیر جمہوری اور جابرانہ حکومتوں پر سختی سے تنقید کی۔"(۵)

ایڈورڈ سعید کا کہنا ہے کہ کوریج کے نقائص، اہداف میں شگاف ڈال دیتے ہیں۔ مثلاً نیویارک ٹائمز نے عراق کے تابڑ توڑ حملوں کے خلاف ایران کے حیرت انگیز اور مضبوط مزاحمت کی وضاحت کرنا چاہی تو "شیعوں کے شوقِ شہادت" کے فارمولے کو استعمال کیا دراصل مغربی ماہرین حقائق کا تجزیہ اس لیے بھی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس قصے میں علاقائی زبان کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ ایسی صورت میں کسی رپورٹر کو بغیر تیاری کے کسی اجنبی ملک میں بھیج دینا بھی حالات کی تصویر کشی کرنے میں آڑے آتا رہا ہے۔

۱۹۷۸ء کے بعد ایران مرکزی حیثیت کا حامل ہو کر ابھرا تو امریکی خود کو مفلوج اور بے بس سمجھنے لگے۔ امریکی چاہ کر بھی ایران کو اپنے دماغ سے علیحدہ نہ سکتے تھے۔ جہاں دنیا میں ایک طرف توانائی کی قلت تھی تو دوسری طرف ایران تیل کی دولت سے مالا مال تھا۔ جنگی اعتبار سے ایران ایک متلاطم خیز حصّے کا نام تھا۔ ماضی میں امریکہ ایران کا اتحادی رہا۔ مگر شہنشائیت کا زوال، تعلق کا زوال ثابت ہوا۔ اسلامی انقلاب آیا تو اسلامی نظام حکومت مقبول ہونے لگا۔ مغربی میڈیا پر آیت اللہ خمینی کی شبیہہ چھا گئی۔۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جب ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں سابق شاہ ایران نے امریکہ میں قدم رکھا تو ۴ نومبر ۱۹۷۱ میں طلبہ کے ایک گروپ نے امریکی سفارت خانے پر قبضہ کر لیا اور ۵۰ سے زائد افراد کو یرغمال بنالیا گئی مہینوں (۴۴۴ دنوں) کے بعد ۲۰ جنوری ۱۹۸۱ میں انھیں رہا کیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد ایران اور مسلمان یورپین کے دماغوں پر آکٹوپس کی طرح چپک گئے۔ اور تیل سپلائی کرنے والے دہشت گرد، دوسروں کے خون کے پیاسے، تہذیب و ثقافت سے نا آشنا تصور کیے جانے لگے۔ بحث مباحثوں میں امریکی طرز عمل کی حالت یہ ہے کہ غیر مغربی باشندوں کے لیے بہت کم گنجائش رکھی جاتی ہے۔ اور انھیں ہم وردی کے لائق نہیں سمجھا جاتا۔

"تاریخی طور پر امریکی اور شاید عمومی طور پر مغربی طور پر مغربی میڈیا مرکزی ثقافتی سیاق و

سباق کی حسیاتی توسیعات ہی رہے ہیں۔ عرب تو محض "دوسروں" یا غیروں کی ایک حالیہ مثال ہی ہیں جنھوں نے سخت گیر سفید فام کے غضب کو لکارا، یہ سفید فام ایک قسم کی سپر ایگو ہے جس کی بیابانوں میں مہم جوئی لامحدود ہے اور جو اپنا آپ منوانے کے لیے ہر ممکنہ حد پار کرتی ہے۔"(۶)

امریکی میڈیا میں اسلام کو جس ثقافتی اور نظریاتی دائرے کے تحت بیان کرتے ہیں۔ اس کے اصول ان کے خود ساختہ ہیں۔ تحریر و تقریر میں مدافعانہ تعصّب اور بعض اوقات شدید نفرت پائی جاتی ہے۔ ایرانی انقلاب سے متعلق امریکی مطالعاتی رپورٹوں اور انٹرویوز میں یہ بات کہیں نظر نہیں آتی کہ انقلاب اس خطے میں اہم تبدیلی کا باعث ہوا ہے اور نا ہی یہ تاثر ملتا ہے۔ کہ تاریکی پر روشنی کو فتح حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ ایران اس خطے میں امریکہ کو واضح شکست دے چکا ہے۔

امریکی میڈیا پر ایران کے خلاف گفتگو کا سلسلہ ۱۹۹۰ تک جاری رہا۔ اس کے بعد سرد جنگ ختم ہوئی تو ایران کے ساتھ "اسلام" کو بھی امریکہ کے لیے خطرناک قرار دے دیا گیا۔ اور حزب اللہ کی پشت پناہی کا الزام ایران کے سر دھر دیا گیا اور بنیاد پرستی کا الزام بھی تھوپ دیا گیا۔ رابن لائیٹ نے لاس اینجلس ٹائمز میں لکھا۔

"تیس سے چالیس سال پہلے کمیونزم کے ساتھ جس ہوشیاری کا مقابلہ کیا گیا۔ اسلام کے مقابلے میں اس سے زیادہ ہوشیاری دکھانا ہو گی۔"(۷)

مغرب نے اسلام کا تجزیہ "ہم بمقابلہ وہ" کی ترکیب خام سے اخذ کیا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ایران اور مسلمانوں کے اند رتصورِ انصاف، مظلومیت کی تاریخ کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بلکہ امریکہ کے نزدیک "اسلامی انقلاب" کے زیر اثر کیا ہو رہا ہے، یہ بات اہمیت رکھتی ہے۔

ایڈورڈ سعید کا کہنا ہے کہ بڑی اور نہایت پیچیدہ حقیقتوں کے لیبل بڑے شرم ناک اور غیر واضح ہوتے ہیں۔ مسلمان اسلام، عیسائی عیسائیت اور یہودی، یہودیت کی اچھائی بیان کرتے ہیں۔ یہ سب ثقافتی زندگی کا حصّہ ہے۔ خمینی ایک مسلمان اور پاپ جان پال ایک عیسائی ہے یہ محض ایک تعارف ہے جو صرف امتیاز کرتا ہے۔ یہ لیبل اس وقت پیچیدہ ہو جاتے ہیں کہ جب مغرب میں اسلام کی بات کی جاتی ہے تو فوری طور پر ناگوار باتوں کا ذکر آجاتا ہے۔ جبکہ ان میں سے کتنے لوگ ہوں گے جو اسلام، اسلامی قوانین اور اسلامی پہلوؤں کو جانتے ہیں۔ اور اس کے باوجود کم معلومات رکھنے والا شخص پورے اعتماد سے "اسلام" اور "مغرب" تجزیہ کرتے ہیں، گویا نئے واقعات، اطلاعات اور حقائق کے مطابق ہنگامی رائے کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اسلام کے مقابلے میں عیسائیت نہیں بلکہ مغرب ہے۔ کیونکہ مغرب، عیسائیت سے بڑا ہے۔ اور عیسائیت سے آگے نکل چکا ہے۔ جبکہ اسلامی دنیا

ابھی تک مختلف معاشروں، مختلف تاریخ کے حامل ممالک مختلف زبانوں، قدامت پرستی اور پسماندگی میں ہے مغرب ماڈرن ہے۔ اس کے خیالات تضاد بھرے ہیں۔ مگر سوچ کے دروازے کھولتے ہیں اس کی ثقافتی شناخت "مغرب" ہے جبکہ اسلامی دنیا میں "اسلام" سے بڑھ کر کچھ نہیں۔ تضادات اگرچہ دونوں جگہ ہیں مگر اسلامی دنیا میں تضادات کے نتائج کو گھٹا دیا جاتا ہے۔ جان کیفز نے سوویت یونین کے مسلم دنیا سے تعلق کو اسی سرخی کی صورت میں لکھا۔

"Marx and Mosque are les compatible than ever"(۸)

مارکس اور مسجد ایک دوسرے کے لیے پہلے سے زیادہ منافق ہو گئے۔ مزید لکھتا ہے۔

"ماسکو کے گھٹتے ہوئے اثر ورسوخ کی بڑی سادہ وجہ ہے مارکس اور مسجد ایک دوسرے کے ساتھ نہیں چل سکتے۔"(۹)

ایڈورڈ سعید لکھتے ہیں کہ اسلام بمقابلہ مغرب وہ میدان ہے جو تضادات کے بہترین نمونے پیش کرتا ہے۔ ثقافتی ربط کا نا ہونا بھی مغرب و مشرق کی دوری کا ایک اہم سبب ہے۔ دوسری جنگ عظیم سے پہلے امریکہ میں اسلام کا کوئی مقام نہ تھا۔ تاہم مستشرقین کی مسحور کن اشاعتوں میں اور ناہی کثیر الاشاعت اخباروں میں اسکا ذکر تھا۔ امریکی یونیورسٹیوں میں اسلام کے شعبہ جات کا ذکر سرسری تھا۔ اور مغربی ماہرین محض دسویں صدی کے بغداد میں اسلامی فلسفہ و قانون اور انیسویں صدی کی شہری زندگی کے قوانین کے متعلق جانتے تھے۔ مگر اسلامی تہذیب خصوصاً اسلامی لٹریچر، قانون سیاست تاریخ کو جاننے اور سمجھنے سے قاصر تھے۔ اس کمی کے باوجود وہ اسلامی ذہنیت اور اہلِ تشیع کے شوق شہادت کے فلسفے پر تبصرے سے باز نہیں آئے، امریکیوں کا اسلام کا مطالعہ ہے ہی نہیں تو عبور کیسے ہو سکتا تھا اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ جو کچھ اسلام پر لکھا گیا وہ اس پائے کا نا تھا۔ کہ توجہ حاصل کر پایا۔ اور دوسری بنیادی وجہ یہ کہ کسی یونیورسٹی کی سطح پر مطالعہ اسلام کی حوصلہ افزائی ہی نہیں کی گئی۔

۱۹۷۰ء کی دہائی میں اسلامی دنیا پر انتشار کے جو واقعات رونما ہوئے ان میں گلف میں تیل پیدا کرنے والی ریاستوں کا طاقت میں آنا، لبنان میں طویل المدتی جنگ کا چھڑ جانا، ایتھوپیا اور صومالیہ کے جنگی مسائل، ایران کا اسلامی انقلاب، پاکستان کے وزیراعظم کی سزائے موت اور فوجی آمریت افغانستان پر مارکسی گروپ کا قبضہ، جس نے خطے میں انتشار کو گہرا کر دیا۔ ایران، عراق جنگ کے بعد حماس اور حزب اللہ کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہونا، گویا اسلام خبروں کا حوالہ بن گیا۔

امریکی میڈیا کو بڑے بحران کی گرفت میں لینے اور سیخ پا کرنے میں ۴ نومبر ۱۹۷۸ء کے واقعہ کا بھی گہرا اثر موجود تھا۔ امریکی سفارت خانے پر قبضہ کرنے والے طلبہ کی امریکی حکومت سے تقاضا تھا کہ مفرور محمد رضا شاہ پہلوی کو مقدمہ چلانے کے لیے ایران کے حوالے کیا جائے۔ ایڈورڈ سعید کا مؤقف تھا کہ رپورٹروں اور تجزیہ نگاروں نے جو افراتفری، حقائق سے چشم پوشی

اور جھوٹے بیانات کا نا ختم ہونے والا سلسلہ کئی مہنیوں تک جاری رکھا۔ اسے بین الا قوامی اور عالمی شعور کے تناظر میں دیکھا جانا ضرور تھا۔ مغرب کا مشرق کے بارے میں طرزِ تفہیم استعماری اندازِ فکر سے ہٹ کر ہونا چاہیے جو صدیوں سے اساطیری ڈسکورس کی آغوش میں پل کر توانا ہو چکا ہے کہ بصیرت و بصارت بھی خاص اِلتباس کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں۔ مغرب نے اس التباس میں جو دیکھا، سمجھا جانا، اسی کو اصل جان کر پورے مشرق کے کردار پر لاگو کر دیا۔

نیویارک ٹائمز میں ایک مضمون "عسکریت پسند اسلام ایک تاریخی گرد باد" کے عنوان سے شائع ہو جس میں کہا گیا کہ اسلام میں کبھی تبدیلی نہیں آسکتی۔ اس کی تاریخ، جغرافیہ، سماجی ڈھانچہ، ثقافت کی پیروی کرنے والے کروڑوں افراد ایک لگے بندھے راستے پر چلتے ہیں۔ اس مضمون میں وضاحت کی گئی کہ جہاں کہیں قتل ہو گا، جنگ ہو گی، جھگڑے ہوں گے ان میں اسلام کا یقینی طور پر ہاتھ ہو گا۔

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ بات دلیل کے بغیر بے معنی ہو جاتی ہے کیونکہ تبصرہ نگار نا توان زبانوں سے اور نہ ان معاشروں سے واقف تھے جن سے متعلق فیصلہ صادر کر رہے ہیں۔ دی نیوری پبلک نے عالمانہ انداز میں لکھا۔

"اسلام کے مقدس قوانین جنھیں شریعت کہا جاتا ہے۔ ناکام مذہبی جذبات سے اٹھنے والا غیض وغضب ہے"(۱۰)

اٹلانٹا کانسٹی ٹیوشن نے ۸ نومبر کو اشاعت میں الزام لگایا۔

"سفارت خانے پر قبضے کے پیچھے فلسطین کی تنظیم آزادی یعنی پی۔ ایل۔ او کا ہاتھ ہے"(۱۱)

ڈینیل پی ڈروز نے اٹلانٹا جرنل میں لکھا:

"جہاں شیعہ ہو گا وہاں ہنگامہ آرائی ہو گی۔"(۱۲)

۱۸ نومبر کی اشاعت میں دوبارہ لکھا۔

"سفارت خانے پر قبضہ اہل تشیع کی حاکمیت تسلیم کرانے اور شاہ کے خلاف غم وغصے کے اظہار کے طور پر کیا گیا۔"(۱۳)

آیت اللہ خمینی کو میڈیا کے ذریعے بد مزاج ملا کے دوپ میں پیش کیا گیا۔ ایرانی پرچم جلانا امریکیوں کا مشغلہ بن گیا۔ امام حسین اور شیعہ مسلک سے متعلق بتایا گیا کہ مسلمانوں میں اذیت رسانی کا جذبہ موجود ہے اسی سبب امام خمینی کو اپنا لیڈر بنا لیا۔ CPS کی ۲۱ نومبر کی رات کی خبروں میں محرم کے متعلق بتایا گیا۔

"کہ اس میں شیعہ مسلمان محمد ﷺ کی طرف سے دنیا بھر کے لیڈروں کو چیلنج کرنے کی یاد

مناتے ہیں۔"(۱۴)

۸۰ء کی دہائی کے آخری دنوں میں ایک فلم Death of Princess کو بہت شہرت ملی۔ پاکستان سمیت دُنیا بھر میں پڑھے لکھے طبقے نے یہ فلم دیکھی۔ ۱۹۷۸ء میں سعودی عرب نے کیمپ ڈیوڈ کے امن معاہدے میں حصہ نہیں لیا تو امریکی اخبارات نے عربوں کی خامیوں اور کمزوریوں کو ہدفِ تنقید بنایا۔ غلط اعداد و شمار اور گمراہ کُن اطلاعات سے بھرپور حقائق پیش کیے گئے۔ ایڈورڈ سعید اس فلم Death of Princess کو عربوں کے خلاف امریکی ردِ عمل قرار دیتے ہیں۔

ایڈورڈ سعید نے ناصرف حالات وواقعات کا تجزیہ میڈیا کی زبانی بیان کیا۔ کہ وہ میڈیا کے اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کا حصّہ بننے والے پروگرام جن کا امریکی قومی سلامتی پر صحت سے لکھنے یا نشر کرنے میں شمار ہوتا ہے۔ انکی رپورٹنگ کو ایک معیار سمجھا جاتا ہے۔ مگر ان فورمز پر بھی جھوٹ کے پلندے پیش کیے جاتے ہیں۔ بیشتر مبصرین و تجزیہ نگاروں سے اگر پوچھا جائے کہ اسلامی طرز حیات نظریاتی ہے، مابعد الطبیعاتی ہے۔ یا اقتصادی تو وہ اسلام کے حقیقی تصور کو پیش کرنے سے قاصر نظر آئیں گے۔

ایڈورڈ سعید غیر صحت مند رپورٹنگ کو بُری شے تصور کرتی ہیں۔ ان ان صورتوں میں بدترین شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جب حالات جوں کے توں رہیں اور رپورٹنگ کی بنیاد محض مفروضوں اور غیر مصدقہ اطلاعات پر رکھ دی جائے۔ مغربی میڈیا نے انقلابِ ایران کے بعد ایک مُدّت تک یہی طرزِ عمل اپنائے رکھا۔ شاہ کی قوت کو بڑھاچڑھا کر پیش کرنے کی سنگین غلطی کی۔ یہاں تک "ری پبلکن" "ڈیموکریٹس" سمیت وائٹ ہاؤس کو نسلوں سے لے کر کانگرس ہال تک کسی نے ان شکوک و شبہات سے پُر اور مخالفت کی آوازوں کو نہ سنا۔ ایڈورڈ سعید کے نزدیک ذرائع ابلاغ میں بہتر صورت گری کے لیے ایسی بحث کی شروعات کرنے کی ضرورت ہے جو معنوی اعتبار سے کارگر ہوں۔ سیاسی امور کی بات چیت اخلاقی کمزوریوں پر ضرب لگائے بغیر کی جائے۔ رپورٹر اپنی رائے میں جارحانہ انداز، مبالغہ آرائی، الفاظ و معنی کے بدلاؤ اور نظریاتی دشمنی کو نکال کر اپنی رایئے پیش کریں۔ خبر کو پیش گوئی نہ بنادیں۔

> "اس کتاب کا لکھنے والا جدی پشتی عیسائی تھا لیکن اس نے اپنی اس کتاب میں اسلام کا جس طرح دفاع کیا ہے۔ اسے پڑھ کر ہی یہ اندازہ ہوتا کہ اگر آپ دل کی گہرائیوں میں سیکولر ازم پر ایمان رکھتے ہوں۔ تب ہی آپ کے اندر انصاف کرنے والی وہ تیسری آنکھ کھلتی ہے جو آپ کے پیدائشی اور خاندانی تعصّبات سے بالاتر ہو کر دوسروں کو دیکھ سکتی ہے۔ اور آپ کے اندر وہ طاقت رکھ سکتی ہے جس سے آپ اپنے زمانے کے مظلوموں کے ساتھ کھڑے ہونے وار ان کا دفاع کرنے کا حوصلہ رکھیں۔"(۱۵)

ایڈورڈ سعید نے عالمی سیاست اور میڈیا کی پیش کش پر گہری نظر ڈالی ہے۔ اسلام کی تصویر کو بگاڑ کر جو غلط فہمیاں پیدا کی گئیں ہیں اس نے اس مذہب کو سمجھنے، سننے اور دیکھنے کی خواہش ختم کر دی ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اسلام کے متعلق جو الٹا سیدھا کہا گیا اسے کہنے والے اناڑی تھے۔ مغرب میں لوگ خبروں سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ میڈیا انھیں سمجھانے کے لیے تصویروں سے جوڑ کر پیش کرتا ہے جس سے دشمنی اور لاعلمی پھیلتی ہے۔ اسی کا اظہار ناؤم چومسکی نے اپنی کتابوں میں کہا ہے۔ اس کتاب کے بارے میں فرانسس فٹزجیرٹر نے لکھا کہ اس کتاب کا مطالعہ ہر غیر ملکی نامہ نگار اور غیر ملکی خبروں کے ہر مدیر کے لیے لازم ہے۔

۱۹۸۰ میں Covering Islam پہلی بار شائع ہوئی۔ تب سے اب تک حالات بہتری کی طرف جانے کی بجائے زیادہ گھمبیر ہوئے۔ مکالمہ اور تبادلہ خیال کو عوامی ملکیت بنا دیا گیا۔ جس پر ذرائع ابلاغ چھایا ہوا ہے۔ سنسنی خیزی مشرق اور اسلام کے نام پر بھونڈے انداز میں نفرت اور شعور سے عاری جنگ کو رواج دیا گیا۔ ایڈورڈ سعید نے مضبوط دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مغربی سازشوں کے پیچھے بظاہر تو علمی تجسس اور ذرائع ابلاغ کی تیزی دکھائی جاتی ہے۔ مگر اصل میں یہ تمام مغربی استعمار کے آلہ کار ہیں۔ اور ان کا اصل مقصد مغرب کی بالادستی کو دوام بخشنا ہے۔ جس کے نتیجے میں "ہم" اور "وہ" کی خیالی سرحدوں کے دونوں جانب اثرات مرتب ہوئے۔ جن کی اصلاح کی گنجائش ممکن نہیں۔ تاہم آگاہی اور تحقیق و تلاش کے ذریعے منفی اثرات کے بڑے ذخیرے میں کمی ممکن ہو سکتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ایڈورڈ سعید کی کتاب Covering Islam کی توضیحی قرآت، ڈاکٹر عبدالعزیز ملک
https://www.humsub.com.pk/، dated: 25-12-2024، Time 02:00PM

۲۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیاتِ اقبال، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۳، صفحہ نمبر ۳۹۹

۳۔ ایڈورڈ سعید کی انتقادی فکریات اور ان کی کتاب "دُنیا متن اور اسکا نقاد" کا تجزیہ
https://www.facebook.com/، Dated:25-12-2024، Time:02:15PM

۴۔ ایڈورڈ سعید کی انتقادی فکریات اور ان کی کتاب "دُنیا متن اور اسکا نقاد" کا تجزیہ
https://www.facebook.com/، Dated:25-12-2024، Time:02:15PM

۵۔ ایڈورڈ سعید، Covering Islam ترجمہ، ظہیر جاوید، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷، صفحہ نمبر ۷۹

۶. میمونہ فاروق ، ایڈورڈ سعید اور دفاعِ مشرق ، مشمولہ : زبان و ادب گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد: شمارہ ۱۰۔۲۰۱۲ء،ص ۱۶۲۔۱۶۳

۷. ایڈورڈ سعید Culture and Imperialism ،مترجم: یاسر جواب، ثقافت اور سامراج، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۹ء ص ۲۷۳

۸. ایڈورڈ سعید، Covering Islam ترجمہ، ظہیر جاوید، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۲۰۰۷ صفحہ نمبر ۸۳

۹. ایضاً، ۸۷

۱۰. ایضاً، ۸۸

۱۱. ایضاً، ۱۷۹

۱۲. ایضاً، ۱۷۴

۱۳. ایضاً، ۱۷۹

۱۴. ایضاً، ۱۷۴

۱۵. ایضاً، ۱۷۵

۱۶. زاہدہ حنا، ایڈورڈ سعید اور مسئلہ فلسطین ۳(کالم) مشمولہ ایکسپریس نیوز، روزنامہ، لاہور: ۲، جون ۲۰۲۱ء، ص ۹